

عمران خان کی ٹیم پر بے جا تقید کیوں!

سرفرازو ہیں ٹھہریں نگے تو استقامت اور صبر سے موجودہ طوفان میں کھڑے رہیں گے۔ اسیے کہ جس بات کا ڈر تھا، خوف تھا بلکہ کئی بزر جمہروں کو یقین تھا، ملک اس حادثہ سے بچ گیا ہے۔ اقتصادی طور پر ڈیفالٹ سے مکمل محفوظ۔ یہ عمران خان کی پہلی کامیابی ہے جو اس نے خاموشی سے حاصل کی ہے اور اس پر زیادہ بحث بھی نہیں کرتا۔

پرانے کھلاڑیوں نے خاص منصوبہ بندی کے تحت ملک کو قرضوں میں گروئی تو رکھا ہی تھا مگر منصوبہ کچھ اور تھا۔ اس منصوبہ میں چند غیر ملکی طاقتیں بھی شامل تھیں۔ بساط اس امر کی بچھائی گئی تھی کہ اگر پنیس سال سے اس ملک کی شاہرگوں سے خون پینے والے کامیاب ہو گئے تو فوری طور پر ڈھول ڈھمکے کے شور میں چپ کر کے حد درجہ سخت شرائط پر سخت قرض لیکر چند بڑے بڑے منصوبے جن میں سے ایک دو توجاری بھی ہیں، انہیں کھلونا بنا کر عوام کا دل بہلایا جائیگا۔ لوگوں کو دوبارہ یوقوف بنایا جائیگا۔ جیسے لاہور کی اور رخ ٹرین اور شاہد ایک دو اسی قبیل کے غیر سنجیدہ مہنگے ترین ترقیاتی اقدام۔ ان منصوبوں میں ملک کی خیر مطلوب نہیں تھی۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انکو اپنی جیت کا یقین تھا۔ ایکشن کمیشن سے لیکر ہر ادارے میں انہی کے پر دردہ لوگ موجود تھے۔ ایکشن میں ہارنا بقول انکے مکن ہی نہیں تھا۔ مگر خدا کی منصی بالکل مختلف تھی۔ انتہائی بے ترتیبی سے ایکشن لڑتے ہوئے عمران خان کی جیت ہو گئی۔ ایک ایسا کام، جو ایکشن سے چار پانچ ماہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ خیر یہ عوام کی مرضی تھی کہ ووٹ اسکو حد درجہ زیادہ پڑے۔ آل شریف کے پیروں سے زمین نکل گئی۔ یہی وہ وقت تھا جب پرانے بھیڑیوں نے بوسیدہ کھیل کھیلا۔ دیر سے نتائج آنے کو دھاندی قرار دیدیا۔ حالانکہ پچھلے تمام ایکشنوں میں کبھی بھی کوئی نتیجہ وقت پر موصول نہیں ہوا۔ مسلم لیگ ن کے جیتنے ہوئے کسی بھی ایکشن کے نتائج کو مثال بنا کر سامنے رکھ لیجئے۔ دلیل سے عرض کرتا ہوں۔ چند سیاسی قول حاصل کیے گئے۔ قولی کامصرع تھا کہ نادیدہ ہاتھ، پیٹی آئی کی حکومت کو لیکر آئے ہیں۔ جب اسکا بھی کوئی ثبوت نہ مل سکا تو پھر دو تین ہفتوں کیلئے خاموشی چھائی کہا گئی کہ اب کیا کریں۔

چنانچہ ٹھیک دو ماہ پہلے ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت یہ بات پھیلانے کا عظم ہوا کہ عمران خان کی ٹیم نا تجربہ کار، نا اہل اور نکھلو ہے۔ چند میڈیا یا ہاؤس جنکو پیسے ملنے بند ہو چکے تھے، انہیں سرمایہ بھی مہیا کیا گیا۔ دو ماہ سے میڈیا نے قیامت برپا کر دی کہ ہائے ہائے، ملک بر باد ہو گیا۔ تباہی بچ گئی۔ نا اہل اور نا تجربہ کا رٹیم نے تو ملک کا بیڑہ غرق کر دیا۔ تحریک انصاف اس سازش کو موقعہ پر سمجھنے پائی۔ اسکی ٹیم نے دو ہفتے ضائع کر دیے۔ مگر جب معاملات کی سنجیدگی کا احساس ہوا تو چوہدری فواد اور دیگر حضرات نے ترکی بے ترکی جواب دیا جو جارحانہ بھی تھا تو بہت حد تک حقائق پرمنی بھی۔ ن لیگ کو اس رویہ کی توقع نہیں تھی۔ لہذا اب انہوں نے روشن تبدیل کر کے تحریک انصاف کے وزراء پر یکچھ اچھا نا شروع کر دیا ہے۔ یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ مگر اگلے پندرہ بیس دن میں یہ معاملہ بھی ٹھنڈا پڑ جائیگا۔ وزیر اطلاعات کا عہدہ حد درجہ مشکل ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ہر وزیر اطلاعات یعنور کی آنکھ میں زندگی گزارتا ہے۔ فواد چوہدری کے ساتھ بالکل یہی ہو رہا ہے۔ میری دانست میں وہ اپنا کام سنجیدگی سے کر رہا ہے۔ معاملات کو انکے حقیقی تناظر میں بیان کرنے کی کوشش

کر رہا ہے۔ دو مشالیں لے لیجئے۔ وزیر اطلاعات کا یہ کہنا کہ بڑے بھائی یعنی نواز شریف کی بے قاعدگیوں کی تحقیقات کیلئے پی اے سی کمیٹی کی صدارت چھوٹے بھائی یعنی شہباز شریف کو نہیں دی جاسکتی۔ یہ اصولی طور پر حد درجہ درست بات ہے۔ پوری دنیا میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ سیاسی نظام میں ایک فرد کی شدید مالی بدعنوایی کو اسی خاندان کا ایک فرد پر کھے۔ لازم ہے کہ اسکارو یہ حد درجہ جاندار نہ ہوگا۔ اس اصول کے تحت فواد چودھری ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس معاملے میں پی ٹی آئی کی پالیسی مکمل طور پر درست ہے۔ دوسری مثال، فواد چودھری کا یہ کہنا کہ اگر نیب، آل شریف کے خلاف تحقیقات کرنا ختم کر دے تو قومی اور پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں ہنگامہ ختم ہو جائیگا۔ یہ بات بھی بالکل درست ہے۔ آج اگر شہباز شریف اور بڑے بھائی کو این آراول جائے۔ انکے خلاف تحقیقات روک دی جائیں۔ نیب برادرخورد کو چھوڑ دے تو جمہوریت کیلئے ہر خطہ ختم ہو جائیگا۔ نکتہ ہی یہ ہے۔ اگر عمران خان، آل شریف کے معاشر جرام سے صرف نظر کر لے، تو سارا معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ مگر عمران این آراو ہونے نہیں دے رہا۔ اصل تکلیف بھی یہی ہے۔ سامنے فواد چودھری ہے کیونکہ بہر حال حکومت کا نقطہ نظر اسی نے بیان کرنا ہے۔ لہذا پرانے تمام قول، فواد چودھری کے خلاف کمال قوالی فرمار ہے ہیں۔ پرانے سیاسی ملنگ جو پسیے لیکر دھماں ڈالتے ہیں، اس وقت ناج ناق کر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ تحریک انصاف کی ٹیم بچوں پر مشتمل ہے۔ یہ تو ناجربہ کار ہے۔ یہ تو کام کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ منصوبہ بندی مکمل طور پر جاری و ساری ہے۔ پر اب یہ اپنے منطقی انجام تک پہنچ رہی ہے۔ پرانے سیاسی گروں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کو گرا نہیں سکتے۔

چلیے، تھوڑی دیر کیلئے عمران خان کی ٹیم کا سرسری ساجائزہ لے لیتے ہیں۔ اسکے ارکان پر طائرانہ نظر ڈال لیتے ہیں۔ شاہ محمود قریشی سے بہتر وزیر خارجہ پچھلے دس پندرہ سال سے نہیں آیا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت میں اسکی بہتر کارکردگی سے گھبرا کر "گرو" نے اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر شاہ محمود، پیپلز پارٹی ہی چھوڑ گیا۔ اسکا تمسخر اڑا یا گیا۔ "گرو" نے کہا کہ وہ کبھی سیاست میں واپس نہیں آیا گا۔ توقعات کے بر عکس شاہ محمود قریشی دوبارہ ایکشن جیت گیا۔ شاہ محمود سفارتی سطح پر حد درجہ فعال انسان ہے۔ اسکے مسلسل مر بوط دوروں سے پاکستان کا نقطہ نظر وضاحت سے دنیا کے سامنے آ رہا ہے۔ ہمارے دوستوں کے دل و سچ رہے ہیں۔ ملتان اور تحریک انصاف کی اندر ونی سیاست میں شاہ محمود کا کیاروں ہے، اس پر دورائے ہو سکتی ہیں۔ مگر سفارتی سطح پر وہ حد درجہ کامیاب ہے۔ کم از کم، سرتاج عزیز اور فاطمی سے ہزاروں نوری سال بہتر۔ خاموشی سے اپنا کام کر رہا ہے۔ چلیے، اسے بھی چھوڑ دیجئے۔ کیا اسد عمر وزارت خزانہ اسحاق ڈار سے بہتر نہیں چلا رہا۔ بالکل چلا رہا ہے۔ مشکل ترین صورتحال میں اسد عمر، نے پاکستان کو ڈیفالٹ سے بچایا ہے۔ ورنہ امریکی ڈالر دوسروں پے سے بھی بڑھ چکا ہوتا۔ مہنگائی کا بڑھنا تو کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ اگر پاکستان اقتصادی طور پر دیوالیہ ہو جاتا، تو کھانے پینے کی اشیاء کم از کم دو سے تین ہزار گناہ بڑھ جاتیں۔ پیڑوں کی قیمت کیا ہوتی؟ سوچتے ہوئے بھی خوف آتا ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ چند اقتصادی فیصلے غیر مقبول ہوئے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ مجبوری میں کیا گیا۔ صرف اور صرف دیوالیہ پن سے بچنے کیلئے۔ یہ بھی درست ہے کہ پڑوں کی قیمت بڑھنے سے مہنگائی بڑھی ہے۔ مگر بتائیے جس ملک میں کوئی امیر آدمی ٹیکس دینے کیلئے تیار نہیں۔ طاقتور طبقہ ایف بی آر کو اپنی جیب میں ڈال کر رکھتا ہے۔ وہاں ان ڈائریکٹ ٹیکس کے علاوہ دوسری راستے کوں سارہ جاتا ہے۔ قوی یقین ہے کہ چھ ماہ کے

اندر اندر، مہنگائی کم ہو جائیگی۔ اُسد عمر اس وقت اپنی بساط سے بڑھ کر محنت کر رہا ہے۔ آئی ایم ایف کی کڑی شرائط بھی تسلیم نہیں کر رہا۔ کیا یہ سب کچھ اسحاق ڈار صاحب کر رہے تھے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے۔ کیا پاکستان میں کسی کو بھی معلوم تھا کہ اسحاق ڈار، کس دھڑلے سے ملک کی معیشت کو بر باد کر رہا ہے۔ گروئی رکھ رہا ہے۔ پیسہ بنا رہا ہے۔ اُسد عمر کا مقابلہ اسحاق ڈار سے کرنا غیر مناسب ہے۔ اُسد عمر کے کردار پر کرپشن کا کوئی داع نہیں ہے۔ یہ بذات خود ایک محترم بات ہے۔

آگے بڑھیے۔ کیا شفقت محمود کام نہیں کر رہا۔ وزارت داخلہ کا وزیرِ مملکت فعال نہیں ہے۔ صرف اور صرف میرٹ پر بات سمجھے۔ عمران خان اپنی ٹیم کے ساتھ میدان میں جم کر کھڑا ہو چکا ہے۔ لازم ہے، چند کھلاڑی دوسروں سے بہتر ہونگے۔ آہستہ آہستہ کام نہ کرنے والے، ٹیم سے باہر ہو جائیں گے۔ کیا وزراء کی کار کردگی پر پہلے کبھی کڑی نظر رکھی گئی تھی۔ بڑے میاں صاحب تو وزراء سے ملناتک پسند نہیں کرتے تھے۔ انکی کار کردگی کا جائزہ کیسے لیتے۔ انکے مصالحین کسی کے متعلق جو کچھ بھی فرمادیتے۔ میاں صاحب اسی انفار میشن کی بنیاد پر اپنارویہ ترتیب دیتے تھے۔ ویسے ایک ایسا شخص جو قومی اسمبلی میں جانا اپنی توہین سمجھتا تھا، جو سینٹ کو جوتے کی نوک پر رکھتا تھا، جو وزراء سے دور رہتا تھا۔ جسکو ملنے کیلئے ایم این اے سفارشیں کرواتے تھے۔ کیا واقعی اسکا موازنہ موجودہ وزیر اعظم سے ہونا چاہیے جو ہر ہفتہ کابینہ کی میٹنگ بلاتا ہے۔ مشاورت کرتا ہے۔ درست فیصلے کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اداروں کے ساتھ تو ازن رکھنے کی عملی پالیسی اپناتا ہے۔ کیا واقعی عمران خان پر تنقید کرنی چاہیے کہ وہ تین ماہ میں کابینہ کے درجنوں اجلاس کیوں بلاچکا ہے۔ یہ بھی کامل بات ہے کہ اسکے سارے فیصلے درست نہیں ہیں۔ لیکن کون سی حکومت ہے۔ جسکے سو فیصد فیصلے درست ہوں۔ ہاں، ایک اور چیز پر بھی توجہ دیجئے۔ اس حکومت میں کرپشن کا ایک بھی سکینڈل سامنے نہیں آیا۔ عمران خان، ایک ہیڈ ماسٹر کی طرح سختی کر رہا ہے۔ کسی وزیر کی جرات نہیں کہ مالیاتی بے ضابطگی کرے۔ آل شریف کو خوف ہی یہ ہے کہ اگر عمران خان پانچ سال حکومت کر گیا تو پھر انکا کیا بنے گا۔ اگر ملک کی اقتصادی صورتحال درست ہو گئی تو پھر انکے اخباروں کی حد تک ترقیاتی کر شمou پر کون یقین کریگا۔ قرآن تو یہی ہیں کہ عمران خان کام بھی کرتا رہیگا اور پانچ سال بھی پورے کریگا۔ باقی غیب کا علم تو صرف خدا کے پاس ہے۔

راوی منظر حیات